کتاب نما

یادوں کی دھنک' بریگیڈیئر (ر) ظفر اقبال چودھری- ناشر: اذان سحر پبلی کیشنز' ۴۲-چیمبرلین روڈ' لاہور۔ صفحات: ۳۶۰۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

زیر تبصرہ کتاب' ہماری قومی وملی زندگی کے بعض حوادث کی پس پردہ کہانیوں کو بہت عمدگی سے بے نقاب کرتی ہے۔

مصنف نے پہلے حصے میں تحریک پاکستان کے ایک نوجوان اور فعال کارکن کی حیثیت سے اپنے مشاہدات اور سرگرمیوں کی تصویر پیش کی ہے۔ جب وہ قائداعظمؒ اور دیگر بہت سے قائدین سے ملاقاتوں کی تفصیل بیان کرتے ہیں تو پڑھنے والا اپنے آپ کو ان واقعات کا چشم دید سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔

۳۰ جولائی ۱۹۴۴ء کو لاہور میں مسلم لیگ کونسل کا سالانہ اجلاس تھا۔ حسب ضابطہ کارڈ دکھا کر ہی پنڈال میں داخل ہونے کی اجازت تھی۔ ڈیوٹی پر موجود نوجوان نے قائداعظمؒ کو بھی کارڈ دکھائے بغیر اندر جانے سے روک دیا (ص ۵۶)۔ یہ نوجوان اس کتاب کے مصنف تھے۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے کے ایسے واقعات' قاری کی طبیعت میں ایک ولولہ پیدا کرتے ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد مصنف نے پاک فوج میں کمیشن حاصل کیا' اور متعدد اہم عہدوں پر فائز رہے۔ کتاب میں انھوں نے اس روایت کو توڑا ہے' جس کے تحت بہت سی اہم باتیں بیان کرنے سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ بریگیڈیئر صاحب نے کھلی آنکھوں سے واقعات کو دیکھا' کھلے کانوں سے واقعات کی چاپ سنی اور بیدار ذہن کے ساتھ انھیں اس آپ بیتی میں ریکارڈ کر دیا ہے۔

''پاکستانی فوج کی قلب ماہیت'' (ص ۸-۱۴۲) میں انھوں نے قیام پاکستان کے بعد کی فوجی دنیا کے مغربیت زدہ کلچر کا ذکر کیا ہے جہاں شراب اور رقص وسرود مغربی طرز حیات کے لازمی اجزا تھے۔ وہ بتاتے ہیں کہ ۱۹۷۲ء میں نئے چیف آف آرمی اسٹاف جنرل ٹکا خان نے فوج میں شراب کے استعمال کی ممانعت کر دی' مگر اس سے آگے بڑھ کر پاکستانی فوج کو نظریاتی اعتبار سے اسلامی قالب میں ڈھالنے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی' تا آنکہ جنرل ضیاء الحق مارچ ۱۹۷۶ء میں فوج کے سربراہ مقرر ہوئے تو انھوں نے فوج کے لیے

ماٹو تجویز کیا: ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ۔ اس وقت میں ہیڈ کوارٹر میں ڈائریکٹر پرسونل سروسز (DPS) تھا، اور فوج کا دینی شعبہ میرے زیرِنگرانی تھا۔ چنانچہ مجھے جنرل ضیاء الحق نے احکام جاری کیے کہ تمام ہیڈ کوارٹروں اور یونٹوں کے صدر دروازوں اور ریڈنگ روم وغیرہ میں یہ ماٹو جلی حروف میں لکھا جائے اور فوج کے اندر ان کی اہمیت واضح کرنے کا بندوبست کیا جائے، تاکہ ہر افسر پر واضح ہو جائے کہ ایک اسلامی فوج کے کیا تقاضے ہوتے ہیں (ص ۱۴۲-۱۴۳)۔ اس باب میں انھوں نے ان اقدامات کی تفصیل بیان کی ہے، جو گیریژن کی فضا کو اسلامی کلچر سے مربوط کرنے کے لیے کیے گئے۔

۱۹۶۲ء میں مصنف کا تقرر ملٹری انٹیلی جنس میں ہوا۔ انھی دنوں ان کے انچارج جنرل نوازش ملک نے کہا کہ کمانڈر انچیف جنرل موسیٰ خاں محسوس کر رہے ہیں کہ فوجی افسروں میں پیشہ ورانہ سوچ میں کمی آرہی ہے، وہ اس کی وجوہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے فوری طور پر انھیں مختصراً اس کی تین وجوہ سے آگاہ کیا۔ اوّل: کراچی، لاہور، اسلام آباد کی رہایشی اسکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی دوڑ۔ دوم: بنکوں سے قرضے لینے کی وبا۔ سوم: حاضر سروس فوجی افسروں میں پاک بھارت سرحد کے ساتھ ساتھ خالی رقبوں کو الاٹ کرانے کا کلچر۔ میں نے یہ بھی کہا کہ اس طرح افسروں کی توجہ پیشہ ورانہ ذمہ داریوں سے ہٹ کر سرمایہ کاری کی طرف مبذول ہو رہی ہے (ص ۱۵۸-۱۵۹)۔ آخر یہی ہوسِ زر ہماری قومی معیشت کی تباہی اور بربادی کا باعث بن گئی۔

ایک جگہ انھوں نے اپنے ایک ساتھی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: ''افسوس کہ فوج کا یہ بہادر اور قابل سپوت اپنی ناپسندیدہ ''غیر نصابی سرگرمیوں'' کی وجہ سے جنرل کے عہدے پر ترقی نہ پا سکا'' (ص ۱۹۳)۔

آگے چل کر مصنف نے راز ہاے درون خانہ کے ایک شاہد کی حیثیت سے فوجی قیادت کے ایک عاقبت نااندیشانہ فیصلے کی تفصیل بیان کی ہے۔ جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء سے چند ماہ قبل پاک فضائیہ کے سربراہ نے تجویز پیش کی تھی کہ پاک بھارت جنگ کی صورت میں، ہم پاک آرمی کے کمانڈوز کو دشمن کے [اہم جنگی] ہوائی اڈوں پر پیراشوٹ کے ذریعے اُتار دیں گے اور یہ کمانڈوز بھارتی طیاروں اور تنصیبات کو تباہ کر کے چھپتے چھپاتے واپس آجائیں گے۔ تمام خطرات کے باوجود جنرل ہیڈ کوارٹر نے ہاں کہہ دی۔ جنگ شروع ہوئی تو پاک فضائیہ کے سربراہ ایئر مارشل نور خان نے اس تجویز پر عملی جامہ پہنانے کا تقاضا کر دیا۔ ایس ایس جی کے کمانڈر نے دبے لفظوں میں اس کی مخالفت کی، مگر بریگیڈیئر بلگرامی نے اس موقف کو یہ کہہ کر ردّ کر دیا کہ اس نازک لمحے پر اگر ہم نے یہ بات نہ مانی تو فضائیہ کے جذبۂ اعتماد کو ٹھیس پہنچے گی۔ چنانچہ ۱۸۰ بہترین تربیت یافتہ کمانڈوز ۶ اور ۷ ستمبر کی درمیانی رات، پٹھان کوٹ، آدم پور اور بلواڑہ کے ہوائی اڈوں پر پیراشوٹوں کے ذریعے اُتار دیے گئے جو دشمن کو کوئی خاطر خواہ نقصان نہ پہنچا سکے۔ ان میں سے کچھ شہید ہو گئے، بہت سے قیدی بنا لیے گئے۔ صرف ایک

کیپٹن حضور حسنین چند ہفتوں بعد بہاول پور کے قریب سرحد عبور کر کے واپس آ گئے (ص ۱۹۸-۱۹۹)۔ یہ واقعہ، ہمارے اس سماجی رویے پر نوحہ کناں ہے کہ ہمارے ہاں اکثر احمقانہ اقدام اس ''مجبوری'' کے تحت اٹھا لیے جاتے ہیں کہ ''لوگ کیا کہیں گے؟'' کوئی یہ نہیں سوچتا کہ اس ''کیا کہیں گے'' کے جبر کے نتیجے میں جو قیمتی جانی نقصان ہوگا' اس کا خون کس کی گردن پر ہوگا۔ یہ کتاب ایسی ہی عبرت آموز تفصیلات پیش کرتی ہے۔

مصنف نے سیاسی حوالے سے بھی بعض اہم انکشافات کیے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں: اگرتلہ سازش کیش صحیح تھا' صدر ایوب خان اس کے ملزموں میں' شیخ مجیب کو شخصی طور پر ملوث نہیں کرنا چاہتے تھے' مبادا یہ مقدمہ سیاسی ایشو بن جائے۔ مگر وزیر دفاع اے آر خان اور گورنر مشرقی پاکستان عبدالمنعم خاں' مجیب سے ذاتی انتقام لینا چاہتے تھے' ان کے اصرار پر مجیب کا نام بھی مقدمے میں شامل کر دیا گیا۔ اس بھیانک غلطی سے مقدمے کی نوعیت سیاسی ہوگئی اور عوام کو ایوب کے خلاف بھڑکانے کا موقع مل گیا۔ (ص ۲۱۱)

آگے چل کر وہ بتاتے ہیں کہ ۱۹۷۷ء میں بھٹو حکومت کے خلاف تحریک کے دوران لاہور میں فوج کے افسروں نے مظاہرین پر گولی چلانے سے انکار کیا تھا۔ مصنف کا ذاتی خیال ہے کہ یہ سوچ نظم و ضبط کے منافی تھی۔

مصنف کی بصیرت کے نشان کتاب کے صفحات پر بکھرے نظر آتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے عملی زندگی کے آغاز ہی سے اجتماعی زندگی کے معاملات میں دلچسپی لی اور سیاسی و قومی جدوجہد میں حصہ لیا۔ ظاہر ہے کہ ان کاموں میں وہی فرد حصہ لے سکتا ہے' جو دل دردمند رکھتا ہو۔ ہمارے خیال میں یہ کتاب اہل سیاست' اہل دانش اور ان سے بڑھ کر فوجی قیادت کے لیے بصیرت کے باب وا کرتی ہے۔ سچائی کے اظہار' اسلوب بیان کی سادگی اور مقصدیت کے احساس نے کتاب کو دل چسپ بنا دیا ہے۔ (سلیم منصور خالد)

حجاب' ارشاداتِ رسولؐ نمبر (خواتین سے متعلق)۔ مدیرہ: ام صہیب۔ نگران: ڈاکٹر ابن فرید۔ پتا: بیت الصالحہ زینہ عنایت خاں' رام پور۔ ۲۴۴۹۰۱ یوپی' بھارت۔ صفحات: ۲۲۴۔ قیمت: ۳۰ روپے۔

رام پور یوپی سے شائع ہونے والے' خواتین اور طالبات کے رسالے حجاب کا تعارف ''کتاب نما'' میں پہلے بھی آچکا ہے (مثلاً: اگست ۲۰۰۰ء)۔ بھارت کے معروف ادیب' نقاد اور علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے سابق پروفیسر ڈاکٹر ابن فرید اور ان کی اہلیہ امّ صہیب رسالے کو نہایت نامساعد حالات اور اپنی پیرانہ سالی کے باوجود' نیز مالی خسارہ اٹھاتے ہوئے بھی' جاری رکھے ہوئے ہیں۔

یہ ''ایک بھرپور گھریلو رسالہ'' ہے جس میں ہر ماہ حمد و نعت کے ساتھ سیرت اور دینی تعلیمات پر